بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# انجمن احباب اہل سنّت

کے سلسلۂ تبلیغ



# سبیلِ ہدایت

کی ۱۷۸ ویں پیش کش

# جہیز اسلام کی نظر میں

بیرونی حضرات دو روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

پتہ برائے رابطہ


ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری ناظم انجمن احباب اہل سنّت

سہنسہ آزاد کشمیر


ھدیہ: دعائے خیر حق ممبران انجمن ھذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام

علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

امّا بعد ۔ موجودہ دور میں اکثر اہلِ اسلام رشتہ تلاش کرتے وقت یہ کوشش کرتے ہیں کہ انہیں اُس گھر سے رشتہ ملے ۔ جس گھر والے زیادہ سے زیادہ جہیز دے سکیں ۔ بے محنت حاصل ہونے والی دولت کے یہ متلاشی عورتوں کی دینداری حسن و جمال اور نسبی شرافت اور قرابت کو کچھ بھی اہمیت نہیں دیتے اس لئے ایسے رشتہ میں خیر و برکت کا فقدان ہوتا ہے کیونکہ میاں بیوی کو ساری زندگی ایک رشتہ میں منسلک رکھنے والے اوصاف دونوں میں موجود ہوں گے ۔ تو وہ خوشگوار زندگی بسر کر سکیں گے ورنہ اُن کی زندگی وبالِ جان بن کر رہ جائے گی خواہ کتنا زیادہ جہیز ملا ہو ۔ یہ مختصر رسالہ "جہیز اسلام کی نظر میں" اِسی قسم کے ناعاقبت اندیش مسلمانوں کی ہدایت کے لئے لکھا گیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اِسے شرفِ مقبولیت بخشے اور ذریعۂ ہدایت بنائے آمین ۔

**زیادہ برکت والا نکاح** ۔ جس نکاح میں اخراجات کی کمی ہو گی ۔ وہ زیادہ بابرکت ہو گا لڑکی والوں کو جہیز تیار کرنے کی مصیبت جھیلنی نہیں پڑے گی ۔ لڑکے والوں کو زیادہ زیورات اور مہر کی رقوم مہیا کرنے کی زحمت

اٹھانی نہیں پڑے گی اور زوجین بے جا شادی کے اخراجات کی وجہ سے قرضوں کے جال میں پھنسنے سے محفوظ رہیں گے۔ میکے سے جہیز نہ لانے والی عورت یہ سمجھے گی کہ مجھے جو کچھ ملا ہے خاوند کی طرف سے ملا ہے۔ اس لئے مجھے خاوند کی خدمت گار بن کر رہنا چاہیئے۔ لڑکا سمجھے گا میرے گھر میں جو کچھ ہے میری اپنی کمائی کا ہے اس لئے وہ احساسِ کمتری میں مبتلا ہونے سے بچا رہے گا۔ انہی وجوہات کی بناء پر دانائے غیوب نبیِّ امّی صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ اعظم النکاح برکۃً ایسرہ مؤنۃً

بلاشبہ سب سے بڑی برکت والا وہ نکاح ہے جس میں اخراجات کی سب سے زیادہ کمی پائی جاتی ہے۔

شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اِس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ بدرستی کہ بزرگ ترین نکاح از روئے برکت آسان ترین آنست از روئے بار و گرانی و تعب و مشقت در تہیۂ اسبابِ آں۔ یعنی سب سے بڑی برکت والا نکاح وہ ہے۔ جس کا سامان تیار کرنے میں میں سب سے زیادہ آسان بوجھ اور مشقت اٹھائی جائے۔

(اشعۃ اللمعات ص۱۰۴، ج ۳)

کاش مسلمان اِس حدیث نبوی کو پڑھیں اور اِس پر عمل کریں تو کتنے پھندوں سے نجات مل سکتی ہے۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

# جہیز کی خاطر رشتہ کرنا شرعاً مذموم ہے۔

بھاری جہیز غریب لوگوں کی بچیوں کی شادی میں سخت رکاوٹ بن جاتا ہے سالہا سال وہ اپنے میکے میں جوانی کا عرصہ گزارنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ اس لئے شرع شریف نے جہیز کی خاطر رشتہ کرنے کو مذموم قرار دیا ہے۔۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ تنکح المرأۃ لمالہا و لحسبہا و لجمالہا و لدینہا فاظفر بذات الدین تربت یداک عورت سے (چار وجہوں سے) نکاح کیا جاتا ہے اس کی مالداری کے سبب سے اور اس کی خاندانی شرافت کے سبب سے اور اس کے حسن و جمال کے سبب سے اور اس کی دینداری کے سبب سے۔ سو تو دین والی عورت پر کامیابی حاصل کر تیرے دونوں ہاتھ غبار آلود ہوں۔ رواہ الشیخان فی صحیحہما عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ ص۲ ج ۲)

اور امام احمد غزالی لکھتے ہیں۔ فی الحدیث من ینکح المرأۃ لمالہا وجمالہا حرم مالہا وجمالہا ومن نکحہا لدینہا رزقہ اللہ مالہا وجمالہا۔ حدیث شریف میں مروی ہے کہ جو شخص عورت کے مال وجمال کے سبب سے اس سے شادی کرے وہ اس کے مال وجمال سے محروم رہتا ہے اور جو شخص عورت کی دینداری کے سبب سے اس سے شادی کرے اللہ اسے اس عورت کا مال وجمال عطا کر دیتا ہے۔

(نزہتہ الناظرین ص۱۴۵)

اور بعض بزرگ فرماتے ہیں "جو شخص غنی عورت سے شادی کرے وہ اس کی طرف سے پانچ آفتوں میں مبتلاء ہو جاتا ہے۔ مہر کی زیادتی رخصتی میں دیری خدمت سے محرومی۔ اخراجات کی زیادتی اور جب وہ اس کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اس کا جہیز چلنے جانے کے ڈر سے قدرت نہیں رکھتا اور غریب عورت سے شادی کرنے میں ان پانچوں آفتوں سے حفاظت رہتی ہے۔ (نزھتہ الناظرین ص ۱۴۵)

مسلمان بزرگان دین کے ان ارشادات عالیہ میں غور فرمائیں اور یقین جانیں کہ اس دور میں ازدواجی زندگی کا بگاڑ زیادہ تر اسی وجہ سے پایا جاتا ہے کہ جہیز حاصل کرنے کی غرض سے امیروں کی لڑکیاں بیاہی جاتی ہیں اور غریبوں کی بچیوں سے روگردانی کی جاتی ہے اگر مسلمان آج بھی سمجھ جائیں اور مالداری کی بجائے دینداری کو بنیاد بنالیں تو کسی نا چاقی کے واقع ہونے کا اندیشہ نہیں ہوگا۔ واللّٰہ یھدی من یشآء الیٰ صراط مستقیم۔

## نیک بیوی سعادت مندی کی علامت ہے۔

نیک بیوی نیک بختی کا ذریعہ ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے" اور فرمایا "تقویٰ کے بعد مومن کے لیئے نیک بی بی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اگر وہ اُسے حکم کرے تو وہ اس کی اطاعت کرتی ہے اور اگر وہ اُسے دیکھے تو اُسے خوش کرتی ہے اور اگر وہ اُس پر قسم

کھا بیٹھے تو وہ اس کی قسم کو سچّا کر دیتی ہے اور اگر وہ کہیں چلا جائے تو وہ اپنے نفس اور شوہر کے مال میں خیر خواہی کرتی ہے ۔ (مشکوٰۃ صـ ۲ ج ۲) ۔ اور فرمایا "جس شخص کو چار چیزیں ملیں اُسے دُنیا و آخرت کی بھلائی مل جاتی ہے ۔ شکر گزار دل ، یادِ الٰہی کرنے والی زبان بلاء پر صبر کرنے والا بدن اور ایسی بی بی جو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں گناہ کی متلاشی نہ ہو ۔ (مشکوٰۃ صـ ۱۴ ج ۲) ۔

اور فرمایا "تین چیزیں آدمی کی نیک بختی سے ہیں اور تین چیزیں بد بختی سے ۔ نیک بختی کی چیزیں میں سے نیک عورت اور اچھا مکان اور اچھی سواری ہے اور بد بختی کی چیزوں میں سے بُری عورت اور بُرا مکان اور بُری سواری ہے ۔

اور فرمایا "جسے اللہ نے نیک بی بی نصیب کی اُس کے نصف دین پر اعانت فرمائی تو باقی نصف میں اُسے ڈرنا چاہیئے" ۔

اور فرمایا "جس شخص کو پانچ چیزیں دی گئیں اُسے آخرت کے عمل کے ترک پر معذور قرار نہیں دیا جائے گا ۔ نیک بی بی ۔ نیک اولاد لوگوں سے اچھا میل جول ۔ اپنے شہر میں روزگار اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ کی محبّت (جامع صغیر صـ ج ۲) ۔

اور فرمایا "کیا میں تجھے خبر نہ دُوں اُس بہترین چیز کے بارہ میں جو مرد جمع کرتا ہے وہ نیک عورت ہے کہ جب وہ اُس طرف دیکھے تو وہ اُسے

خوش کرے اور جب اُسے حکم کرے تو وہ اطاعت کرے اور جب وہ موجود نہ ہو تو حفاظت کرے (جامع صغیر صلا ج ۱)

**جہیز شرعاً واجب نہیں ہے۔** چونکہ بچی کے والدین اس کی پیدائش سے لے کر جوان ہونے تک اُس کی تربیت و تعلیم پر مسلسل مال خرچ کرتے رہتے ہیں اس لئے شرع شریف نے شادی کے موقع پر بچی کو جہیز دینا اُن پر واجب نہیں کیا ہے اور نہ اس حق پرورش کے بدلہ میں کچھ لڑکے والوں سے لینا جائز قرار دیا ہے۔ فی الواقع اگر شادی کے موقع پر شرع شریف لڑکی کے والدین پر جہیز دینا واجب کرتی تو وہ ان کے لئے وبالِ جان بن جاتی اور وہ اُسے زندہ در گور کر دینے کے درپے ہو جاتے۔

الحمد للہ الذی یسّر لنا امورنا بفضلہ العظیم۔

**جہیز اپنی حیثیت کے مطابق دینا جائز ہے۔**

اگرچہ شرع شریف نے لڑکی والوں پر جہیز دینا واجب نہیں کیا لیکن اگر وہ اپنی حیثیت کے مطابق کچھ جہیز دیں تو اُس نے انہیں اس سے منع بھی نہیں کیا ہے

مولانا عبد المصطفےٰ اعظمی مجددی کتاب جنتی زیور صـ۱۲۹ پر لکھتے ہیں " ماں باپ کچھ کپڑے کچھ زیورات کچھ سامان برتن پلنگ بستر میز کرسی تخت جائے نماز قرآن مجید دینی کتابیں وغیرہ لڑکی کو دے کر

اس کو سسرال بھیجتے ہیں۔ یہ لڑکی کا جہیز کہلاتا ہے۔ بلاشبہ یہ جائز ہے۔ بلکہ سنت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز میں چند سامان دے کر رخصت فرمایا تھا لیکن یاد رکھو کہ جہیز میں سامانوں کا دینا ماں باپ کی محبت و شفقت کی نشانی ہے۔ ہاں لڑکی والوں کو اپنی حیثیت سے بڑھ کر جہیز تیار نہیں کرنا چاہیے۔

**جہیز نقدی کی صورت میں دینا چاہیے:** ہمارے علاقوں میں رواج ہے کہ جہیز میں سامانِ خانہ داری خریدا جاتا ہے حالانکہ یہ چیزیں پہلے سے دولہا کے گھر میں موجود ہوتی ہیں اس لئے سالہا سال تک یہ جہیز کا سامان یونہی رکھا رہتا ہے اور استعمال میں نہیں آتا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ جہیز میں صرف وہ چیزیں دی جائیں۔ جن کی ضرورت پڑے گی۔ یا نقدی کی صورت میں دیں۔ تاکہ وہ اپنی منشاء کے مطابق اُس سے جو چیز چاہیں خرید لیں اور اس میں ریاکاری بھی پائی نہیں جائے گی۔

**خاتونِ جنت کا جہیز:** نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت جو چیزیں دی تھیں انہیں حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نظم میں بیان کیا ہے

فاطمہ زہرا کا جس دن عقد تھا | سُن لو اُن کے ساتھ کیا کیا نقد تھا
ایک چادر سترہ پیوند کی | مصطفےٰ نے اپنی دختر کو جو دی
ایک توشک جس کا چمڑے کا غلاف | ایک تکیہ ایک ایسا ہی لحاف
جس کے اندر اُون نہ ریشم روئی | بلکہ اس میں چھال خرمے کی بھری
ایک چکّی پیسنے کے واسطے | ایک مشکیزہ تھا پانی کے لئے
ایک لکڑی کا پیالہ ساتھ میں | نقری کنگن کی جوڑی ہاتھ میں
اور گلے میں ہار ہاتھی دانت کا | ایک جوڑا بھی کھڑاؤں کا دیا
شاہزادی سیّد الکونین کی | بے سواری ہی علی کے گھر گئی
واسطے جن کے بنے دونوں جہاں | اُنکے گھر تھیں سیدھی سادی شادیاں
اِس جہیزِ پاک پر لاکھوں سلام | صاحبِ لولاک پر لاکھوں سلام

(بیاہ شادی کی رسمیں صـ ۲۶ مطبوعہ بزم کنز الایمان کراچی)

**جہیز کی رقم دولہا سے لینا جائز نہیں۔** بعض لوگ جہیز کی رقم لڑکے والوں سے لیتے ہیں بلکہ براُت کا کل خرچ بھی اُن سے مانگتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں شرعًا جائز نہیں۔ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ کے فتاوٰی میں ہے۔

**استفتاء۔** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی لڑکی کے نکاح میں لڑکے والے سے کہا کہ مہر کے علاوہ

بغیر قرض اگر آپ اس شرط پر روپیہ دیں گے تو میں برأت کا کھانا کھلا سکتا ہوں ورنہ نہیں۔ یہ روپیہ لینا جائز ہے یا حرام ؟۔

الجواب بعون الملک العلام الوہاب:۔ یہ سوال ناجائز ہے اس لئے کہ اگر روپیہ کی شرط پر نکاح کرتا ہے کہ بغیر اس کے ادا کیے نکاح نہ کرے تو یہ رشوت ہے اور رشوت لینا حرام ہے اور اگر یہ روپیہ شرط نکاح نہیں ہے بلکہ ویسے دعوت کے لئے مانگتا ہے تو سوال ہے اور مہمانوں کی دعوت اتنی ضروری نہیں کہ اُس کے لئے سوال جائز ہو (فتاویٰ نعیمیہ ص۵ بتصرّف)۔

**جہیز کیلئے قرض اٹھانا مذموم ہے:۔** بعض لوگ جہیز کی رسم پوری کرنے کیلئے بے جا قرضہ اُٹھاتے ہیں۔ یہ بھی شرعاً مذموم ہے کہ جس کام کو شرع نے لازم نہیں کیا اُس کے لئے قرضہ میں زیر بار ہونا دانشمندی نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ لڑکی کے والدین چند سال تک تھوڑا تھوڑا جہیز تیار کرتے رہیں تاکہ بر وقت پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

**جہیز عورت کی ملکیت ہوتا ہے:۔** بعض دفعہ دیکھا جاتا ہے کہ میاں بیوی میں ناچاقی کی صورت پیدا ہوتی ہے اور ان میں طلاق واقع ہو جاتی ہے تو خاوند مہر میں دیا ہوا زیور بھی لے لیتا ہے اور عورت کا جہیز بھی ہڑپ کر لیتا ہے یہ شرعاً سخت حرام اور ظلم عظیم ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی کتاب مستطاب احکام شریعت

ص۱۵۲ میں یہ فتویٰ درج ہے۔ " کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ جہیز کس کا حق ہوتا ہے؟ لڑکی والوں کا یا لڑکے والوں کا۔ بعد وفات زوجہ کے اُس کے جہیز میں تقسیم فرائض ہوگی یا نہیں۔ زید سلیمہ کا شوہر تھا۔ سلیمہ کے مرنے کے بعد کہتا ہے۔ کہ میں نے اُسے کھلایا پلایا ہے۔ لہٰذا جہیز میرا حق ہے۔ یہ قول زید کا صحیح ہے یا باطل۔ اگر جہیز میں تقسیم فرائض نہ ہو تو آیا صرف والدین کو ملے گا یا اور کس کس کو۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ جہیز عورت کی ملک ہے اس کے مرنے پر حسب شرائط فرائض ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ زید کا دعویٰ باطل محض ہے۔ نفقہ کے عوض میں کچھ نہیں لے سکتا کہ نفقہ اس پر شرعاً واجب تھا۔

جہیز کے متعلق ایک تحقیقی مقالہ:۔ جہیز کے بارہ میں ضروری گزارشات عرض کرنے کے بعد ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ رسالہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ میں شائع شدہ ایک تحقیقی مقالہ کے ضروری حصے بھی یہاں پیش کر دیئے جائیں تاکہ اِس مسئلہ پر مزید روشنی پڑ جائے۔ وباللہ التوفیق

" ہندو دھرم (مذہب) میں دختر کے لئے وراثت میں حصہ نہیں۔ اس لئے وہ اِس کی تلافی یوں کر لیتے ہیں کہ جب بیٹی کی شادی کرتے ہیں تو جتنا کچھ اسے دے سکتے ہیں۔ جہیز کے نام سے دے دیتے

ہیں۔ مسلمان بھی یہی کچھ ان کی دیکھا دیکھی کرنے لگے ہیں۔ بہت سے خاندانوں میں بیٹی کو ترکہ نہیں ملتا لیکن دوسرے حصہ پر تقریباً سب عمل کرتے ہیں یعنی بیاہتے ہوئے اُسے جہیز دینا اتنا ضروری سمجھتے ہیں کہ گویا اس کے بغیر شادی ہی مکمل نہیں ہوتی۔

اس پر غضب تو یہ ہوا کہ انہوں نے مروّجہ جہیز کو سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی قرار دے دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ سنتِ رسول کے بغیر دین مکمل نہ ہو تو ازدواج بھی بغیر سنتِ جہیز مکمل نہیں ہو سکتا۔ پھر سب سے زیادہ دلچسپ استدلال جہیز کے سنّت ہونے پر یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہیز دیا تھا۔ جس ؓ بان کی چارپائی، چکّی، مٹّی کے گھڑے، ہاتھی دانت کے کنگن، چاندی کا ہار، مشکیزے اور اذخر سے بھری ہوئی توشک تھی۔ گویا مقدمات کی ترتیب یوں ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو فلاں فلاں چیزیں جہیز میں دیں لہذا جہیز دینا سنّت ٹھہرا اور سنت کے بغیر دین مکمل نہیں ہو سکتا۔ لہذا جہیز کے بغیر ازدواج مکمل نہیں ہوگا۔

اب ذرا ہماری معروضات کو بھی بغور سن لیجئے۔ آپ کے سامنے خدا کی کتاب کھلی ہے احادیث کے دفتر موجود ہیں۔ ہر مشرب کی کتب فقہ رکھی ہوئی ہیں۔ آپکو ہر جگہ زرمہر کی تصریح ملے گی۔ قرآن نے اسے فریضہ، صدقات اور

اجر کہا ہے۔ احادیث اِسے صداق اور مہر بھی کہا گیا ہے۔ کتب فقہ میں اِس کے مستقل ابواب ہیں اور ہر جگہ اِسے ایک واجب الادا فرض بتایا گیا ہے۔ حتیٰ کہ مسند احمد کی روایت ہے کہ جو شخص ایک عورت سے کسی مہر پر نکاح کرے اور نیّت یہ ہو کہ وہ اُسے ادا نہیں کرے گا، تو اِس کا شمار زانیوں میں ہے۔ اور قرآن میں بار بار اِس کی تاکید آئی ہے کہ عورتوں کو اُن کا مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرو۔ سب کا ذکر یہاں مقصود نہیں۔ غرض یہ کرنا ہے۔ کہ مہر کے سارے احکام قرآن میں حدیثوں میں اور فقہ میں وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔ لیکن جو چیز آپ کو کہیں نہ ملے گی۔ وہ ہے جہیز کا ذکر۔ قرآن اِس ذکر سے قطعًا خالی ہے احادیث میں اِس کا کہیں ذکر نہیں۔ حتی کہ فقہ میں کہیں کوئی باب الجہیز موجود نہیں۔ اب خود ہی سوچیئے کہ یہ جہیز سُنّت کیسے بن گیا۔

پھر اِس پر بھی غور فرمایئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بھی تین صاجزایاں تھیں۔ زینب۔ رقیہ، اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ کیا آپ نے کبھی یہ بھی سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زنیب، رقیہ وام کلثوم کو جہیز دیا۔ جس میں فلاں فلاں چیزیں تھیں؟۔ اِسے بھی جانے دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف زوجیّت میں کتنی امہات المومنین آئیں۔ لیکن آپ نے کہیں یہ بھی پڑھا ہے کہ عائشہ کے جہیز میں یہ یہ چیزیں تھیں یا حفصہ یا سودہ یا دوسری ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلاں فلاں چیزیں جہیز میں لائی تھیں۔ چلیے جانے

دیجیے۔ دوسرے بے شمار صحابہ نے بھی شادیاں فرمائیں۔ لیکن کتنوں کے متعلق آپ نے کبھی یہ ذکر پڑھا ہے کہ انکی ازدواج سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اپنے ساتھ جہیز لائی تھیں۔ پھر ذرا عقل پر زور دیکر سوچیے کہ آخر یہ سنت رسول کی کونسی قسم ہے جو ازدواج کے سوا اور کہیں بھی نظر نہیں آتی؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ حقیقت کچھ اور ہو، اور ہم نے فرض کر لیا ہو کچھ اور؟۔ ہاں یقیناً یہی بات ہے۔ آیئے ذرہ اِس پر غور کریں۔

اِس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چیزیں جن کا اُوپر ذکر ہوا۔ جناب فاطمہ کو دیں۔ لیکن کیا وہی جہیز تھی جسے ہم عرفِ عام میں جہیز کہتے ہیں۔ یقیناً نہیں مروّجہ جہیز کی اصطلاح سے اِسے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ پھر یہ کیا تھا؟۔ اِسی لئے اِس پر اِس وقت غور کرنا ہے ذرا توجہ سے کام لے کر حقیقت حال پر غور فرمایئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ اور حضرت علی دونوں کے کفیل و سرپرست تھے اِس لئے دونوں کے ازدوج کا اہتمام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو کرنا تھا۔ جناب علی کا کوئی الگ گھر نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ایک الگ گھر بسانا تھا اِس لئے اِس کا اِنتظام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرما رہے تھے۔ خانہ داری کے انتظام کے لیے جو کچھ مختصر سا اہتمام حضورؐ نے مناسب سمجھا کر دیا۔ سونے کو چار پائی اور اذخر گھاس سے بھری ہوئی ہے توشک اور تکیہ مشکیزے گھڑے چکّی۔ رہا چاندی کا ہار تو وہ

یوں بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی کا تھا جو آپ کو سیدہ خدیجہ کے ترکے میں ملا تھا یہ سارا انتظام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے کرنا پڑا کہ آپ کو ایک الگ گھر بسانا تھا۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پہلے سے کوئی الگ گھر ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم شاید اتنا کچھ بھی نہ کرتے۔ حضرت ابو العاص کا گھر پہلے سے موجود تھا۔ اس لئے سیدہ زینب کو بیاہنے کے لیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کوئی انتظام نہ کیا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا الگ گھر بھی پہلے سے موجود تھا۔ اس لئے سیدہ رقیہ اور ام کلثوم کو بیاہنے میں حضور کو ایسے کسی انتظام کی ضرورت نہ پڑی۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں جو ام المومنین آئیں ان کے والدین کو بھی ایسے کسی انتظام کی حاجت نہ تھی۔ لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حیثیت ان سے مختلف تھی اب تک وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ اور جب ازدواج فاطمہ ہوا تو سارا اہتمام از سرِ نو کرنا پڑا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی الگ گھر نہ تھا ایک انصاری حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک گھر حضور صلی اللہ علیہ کی خدمت میں اسی مقصد کیلئے بخوشی پیش کر دیا جس میں یہ پاکیزہ نیا جوڑا منتقل ہو گیا اور خانہ داری کے مختصر اسباب وہاں بھیج دیئے گئے۔ یہ جہیز نہ تھا۔ صرف ایک انتظام خانہ داری تھا۔ اسکے جہیز نہ ہونے کی ایک اور دلیل بھی سن لیجئے۔ جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متروکات کے سوا دوسری چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں سے مہیا فرمائی تھیں۔ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل چیز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ

عنہ سے حق مہر پہلے ہی لے لیا تھا ایک حطمیہ زرہ تھی۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سوا سو روپے ۔۔۔۔۔۔ کی رقم (تقریباً پانچ سو درم) میں فروخت کی تھی۔ یہی مہر کی رقم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے کر آئے اور اسی رقم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ داری کا سب سامان اور کچھ خوشبو وغیرہ منگوائی تھی۔ ذرا سوچیے! کیا جہیز کی یہی صورت ہوتی ہے۔ اگر لوگ فی الواقع جہیز کو سنّت سمجھتے ہیں۔ تو انہیں چاہیے کہ اسے زرِ مہر ہی سے مہیا بھی کریں۔

الغرض ضرورت ہے کہ اِس غیر ضروری و تباہ کن رسمِ جہیز کو کسی نہ کسی طرح بے جان بنا دیا جائے۔ اور حکومت مروجہ جہیز کی تباہ کاری اور اپنے فرائض کا احساس کرتے ہوئے۔ علمائے کرام کے مشورہ سے فوری طور پر جہیز کی اصلاح کے لئے قانون نافذ کر کے اپنے فرائض سے سبکدوش ہو اور اہل وطن کی دعائیں لے۔ (ماخوذ)۔
(رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ بابت ۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۴ھ)

وہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذہ الرسالۃ النافعۃ تقبلہا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم وانا الفقیر ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری غفر اللہ لہ خادم التدریس بالجامعۃ الحیدریۃ فضل المدرس سہنسہ من مضافات آزاد کشمیر۔

(۲۱ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ)